JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

فلسفۂ ہجرت میں پوشیدہ حکمت کا تحقیقی مطالعہ

A research study of the concealed wisdom in the Philosophy of migration

Shabana Noreen*
PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.

Maryam Noreen**
Lecturer, Department of Islamic Studies, Women University, Mardan.

Abstract

Emigration is an unforgettable event in the history of Islam and a great Da'wah stage. Undoubtedly, migration has played an important role in the expansion and promotion of the Islamic of the Holy Prophet. Migration is one of the practical measures taken by the Prophet to carry out the Islamic Revolution and reach his goal. The greatest sacrifice of his followers for a cause is to leave his home, relatives, farm, business, relationships, and all relationships for him and to meet this test. No group can win the Certificate of Loyalty and the Medal of Faith without going through that ordeal. This ordeal is the migration from the beloved homeland of Dar al-Kufr to a foreign land for the security of faith for the sake of its mission, the reward of which is Paradise.

Keywords: *Philosophy of Migration, Dar al-Kufr, concealed wisdom, Seerah.*

ہجرت تاریخِ اسلام میں ایک ناقابل فراموش واقعہ اور عظیم الشان دعوتی مرحلہ ہے۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی دعوتِ اسلامی کی توسیع اور فروغ میں ہجرت نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔آپ ﷺ نے اسلامی انقلاب برپا کرنے اور اپنے نصب العین تک پہنچنے کے لیے جو عملی تدابیر اختیار کیں ان میں سے ایک ہجرت بھی ہے۔ کسی نصب العین کی خاطر اس کے پیروکاروں کی سب سے بڑی قربانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کے لیے اپنے گھر بار، عزیزو اقارب، کھیتی باڑی، کاروبار، تعلقات اور تمام رشتے ناطے چھوڑ سکیں اور اس آزمائش پر پورے اتریں۔ جس آزمائش میں اترے بغیر کوئی گروہ سندِ وفاداری اور تمغہ ایمان حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ آزمائش اپنے نصب العین کی خاطر دارالکفر کے محبوب وطن سے ایمان کی سلامتی کے پردیس کی جانب ہجرت ہے جس کا اجر جنت ہے۔

CC BY

پسِ منظر:

اصطلاح ہجرت کے مفاہیم کو سامنے رکھا جائے تو بنی نوع انسان کی تمام تر زندگی ''ہجرت'' سے عبارت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہجرت افراد نے بھی کی ہے اور قبائل و قوام نے بھی، البتہ اسباب و مقاصد مختلف رہے ہیں۔ کسی نے دشمن کے خوف سے اپنے وطن کو چھوڑا، کسی نے قحط سالی کے ڈر سے، کسی نے حصول ملازمت کے لیے توکسی نے سیاحت کی غرض سے دیارِ غیر کا سفر کیا۔ کوئی سیلاب میں بہہ کر دوسری ولایت پہنچا، تو کوئی غلام بنا کر فروخت کر دیا گیا۔

علم التاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان ہجرتوں نے مثبت و منفی دونوں قسم کے اثرات مرتب کی۔ جہاں افراد نے افراد کو اور اقوام نے اقوام کو بعض تناظر میں متاثر کیا تو کئی ایک پہلوؤں سے تباہ و برباد بھی کیا۔ لیکن باوجود اس کے ان ہجرتوں سے نسل انسانی کو تجربات حاصل ہوئے جس سے حیاتِ انسانی کو ارتقاء کی طرف اپنا سفر جاری رکھنے میں بہت حد تک مدد ملی۔ علاوہ ازیں ان خوف وہراس، توڑ پھوڑ اور تباہی سے بھرپور ہجرتوں کے ساتھ ساتھ بعض ایسی ہجرتیں بھی ہوئیں جس نے ہر دور میں بنی نوع انسان کی فلاح و اصلاح اور تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں خصوصی طور پر مثبت کردار ادا کیا۔ یہ ہجرتیں منشائے الٰہی کے تحت انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین نے کیں، اور بعض ادوار کبھی انفرادی اور کبھی اجتماعی طور پر مبلغین و مصلحین نے کیں جس کے نتائج تاریخ پر ہمیشہ مفید اور گہرے نقش ہوئے ہیں۔[1]

زمین پر اولین ہجرت:

ہجرت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود تاریخ انسانی، البتہ جو ہجرتیں منشائے الٰہی کے تحت انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین نے کیں، ان میں سرفہرست (یعنی اولین) ہجرت حضرت آدم علیہ السلام کی ہے، جسے مذہبی اور تاریخ کی کتب میں ''ہبوط''[2] کا نام دیا گیا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور زمین پر آباد ہونا بھی ایک عظیم الشان ہجرت کا نتیجہ تھا۔ گویا یہ اس بات کی نشانی تھی کہ زمین پر انسان ی تہذیب کا آغاز ہی ہجرت تھی۔ کتابِ زندگی کے پہلے باب کا آغاز ہی لفظ ہجرت سے ہوتا ہے اور اس آسمانی ہدایت کا تسلسل سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ ک جاری رہا۔ حیات انسانی کا آغاز ہی سفر ہجرت سے ہوا جب سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے اور میدان عرفات میں ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زوجہ حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ ملوایا۔ پھر فرشتوں کے ہاتھوں کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تو آدم علیہ السلام نے یہیں سکونت اختیار کی۔ گویا نسل انسانی کا آغاز روئے زمین پر اسی مقام سے ہوا پھر یہ نسل بڑی اور اور ہجرت کر کے اطراف عالم میں پھیل گئی یوں ہجرت انسانی معاشروں کی پہلی بنیاد قرار پائی۔

علم التاریخ میں ہجرت محمدیہ ہی پہلی ہجرت نہیں تھی بلکہ اللہ رب العزت کی جانب سے دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں آپ ﷺ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام اجمعین نے بھی ہجرتیں کی تھی، یعنی کسی نہ کسی مشکل میں ہر دور میں ہجرت موجود رہی ہے۔ علامہ حمید الدین فراہی رحمہ اللہ (1863-1930) لکھتے ہیں کہ:

"انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کے معاملے میں قانون الٰہی ہمیشہ یوں ہی رہا ہے کہ ایک مدت تک ان کو صبر و تحمل اور انتظار فتح ونصرت کا حکم دیا جاتا ہے کہ سرکش طبیعتیں کچھ بدلیں اور لوگ دعوت کو قبول کرلیں لیکن جب ان کی طرف سے برابر سرکشی ہی کا اظہار ہوتا رہتا ہے اور یہ سرکشی آہستہ آہستہ پیغمبر کے ارادۂ قتل واخراج تک متعدی ہونے لگتی ہے تو خدا کا آخری حکم برأت ہجرت اور جنگ کے اعلان اور انتقام کے تازیانہ کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے ہیں یہی بعثت کی اصل غرض ہے۔" (3)

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے مقامِ دعوت سے ہجرت کرکے دوسرے علاقے جانا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عراق سے ہجرت کرکے شام، مصر اور فلسطین میں سے ہوتے ہوئے حجاز میں آنا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعے اسے اپنی دعوت کا مرکز بنانا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ہجرت مصر کی جانب۔ حضرت لوط علیہ السلام کی ہجرت علاقہ سدوم کی جانب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی ہجرت مدین کی طرف اور دوسری ہجرت ملک فلسطین کی جانب۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید کی آیات میں موجود ہے۔ جیسے قرآن مجید میں یہ صراحت موجود ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اپنے دور کے طاغوتی قوتوں نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ ڈالے تو آپ علیہ السلام نے ہجرت کرلی جس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾(4)

''اور (ابراہیم علیہ السلام) کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا یا جاتا ہوں وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہنچادے گا، اے میرے رب! مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی۔''

آگ سے نجات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ حضرت سارہ علیہ السلام کے ہمراہ ہجرت اختیار کی۔اس وقت صرف ان کی قوم میں سے صرف حضرت لوط علیہ السلام نے ان کے ساتھ ہجرت کی، جس کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۃ العنکبوت میں یوں ہوا ہے:

﴿فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾(5)

"سو صرف لوط نے ان کی تصدیق فرمائی اور ابراہیم نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی (بتلائی جگہ کی طرف) ہجرت کر جاؤں گا بے شک وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور ہم نے ہجرت کے بعد ان کو اسحٰق علیہ السلام (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلہ) کو قائم رکھا اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور آخرت میں بھی (بڑے درجہ کے) نیک بندوں میں ہوں گے۔"

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کو بھی اپنی قوم نے ظلم وستم کرکے ہجرت پر مجبور کردیا تھا جیسے ارشادِ ربّانی ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ﴾(6)

"سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لیے) آ پہنچا ہم نے صالح کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اُس عذاب سے) بچا لیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچا لیا۔ بیشک آپ کا رب ہی بڑی قوت والا، غلبہ والا ہے۔ اور ان ظالموں کو ایک چیخ نے آ دبایا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گیے۔"

بالکل اسی طرح جب فرعون کی طاغوتی طاقت کے باعث اس کی سرکشی اور بغاوت حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ ☐ کو اپنے تمام اسرائیلی اور غیر اسرائیلی پیروکاروں کو مصر سے کوچ کر جانے کا حکم دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى﴾[7]

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے (ان) بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر) لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں (عصا مار کر) خشک رستہ بنا دینا نہ تو تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا۔"

اسی طرح سورۃ شعراء میں ارشاد ہوا ہے کہ:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴾[8]

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو شباشب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ۔ اور فرعون کی جانب سے تم لوگوں کا تعاقب کیا جائے گا۔ فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کے لیے آس پاس کے) شہروں میں چپڑاسی دوڑا دیے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔ اور ہم سب ایک مسلم جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں۔"

مذکورہ بالا نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ہجرت اکثر و بیشتر پیغمبران کرام علیہم السلام اجمعین کی دائمی سنت رہی ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہوئے محمود احمد غازی بیان کرتے ہیں کہ:

"Migration is as old as the process of Divine Revelation and Prophethood itself."[9]

"ہجرت اتنی پرانی روایت رہی ہے کہ جتنی خدائی وحی اور نبوت پرانی ہے۔"

اس طرح مختلف ادوار میں اسلامی دعوتوں کے ساتھ ہجرتوں کا سلسلہ مربوط چلا آتا رہا ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ مقامِ دعوت کو چھوڑنے کے لیے بے شمار شرائط ہیں اور جب تک اتمام حجت کی حد تک دعوت دین پیش نہ کی جائے اس وقت تک ہجرت کی اجازت نہیں ہے۔ غرض ہجرت نہ اتنی عام ہے کہ جب کسی کا دل اپنے علاقے کے بام و در سے گھبرائے اور اس کے احوال میں ذرا پریشانی پیش آئے تو ہجرت اس کے لیے لازم ہو جائے اور نہ اس کی شرائط اتنی کٹھن گھاٹی ہیں کہ ان کا پورا ہونا کسی صورت ممکن ہی نہ ہو۔

ہجرت انسان کے عقائد اور نظریہ کے تحفظ اور رائے کی آزادی کی فضاء کو پروان چڑھانے کے عمل میں ایک موثر ذریعہ ہی ہے۔آزادی کی حفاظت اور عقیدے کی سلامتی ہر دور میں قوموں کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل امور رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہجرت قربانی اور جاں نثاری کا فعل ہے۔[10] یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ہجرت کی توجیہہ کرتے ہوئے شیخ عبداللہ مکنون رقمطراز ہے کہ:

"ہجرت مومنین اولین کی طرف سے ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ان لوگوں نے اپنے عقیدے کی حفاظت اپنے دین وعقیدے کی مدافعت اور آزادی کی رکھوالی کرتے ہوئے اپنے ملکوں اور وطنوں کو اس راہ میں ترک کیا۔"[11]

لہٰذا، مذکورہ بالا تمام تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ ہجرت کوئی قصہ پارینہ نہیں ہے بلکہ ہجرت اسلام کے زندۂ وجاوید احکامات میں سے قیامت تک جاری وساری رہنے والا ایک انقلابی حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔یہ دین اسلام کی ایک ایسی لڑی ہے جو "ایمان، دعوت اور جہاد" کے ساتھ منطقی مناسبت رکھتی ہے۔حتیٰ کہ امت مسلمہ کے لیے قوت وطاقت کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جو ہمیشہ مسلمانوں کے استحکام کا سبب بنا ہے۔اس کی مزید وضاحت شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال (رحمہ اللہ) کے اس شعر سے بھی ہو جاتی ہے:

قصہ گویان حق زما پوشیدہ اند　　　　معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند

ہجرت آئین حیات مسلم است　　　　ایں ز اسباب ثبات مسلم است[12]

"قصہ گو حضرات نے ہجرت کا اندازہ صحیح نہیں لگایا ہے۔یہ مسلمانوں کے استحکام کے اسباب میں سے ایک اہم سبب کی حیثیت رکھتی ہے۔"

بنابریں ہجرت اقوام میں قوت آزادی، امن اور خوشحالی کا پیش خیمہ ہے۔ہجرت انسان کے عقائد اور نظریہ کے تحفظ اور آزادی رائے کی فضاء کو پروان چڑھانے کے عمل میں ایک موثر ذریعہ ہے۔ہر دور میں ہر قوم کے لیے آزادی کی حفاظت اور عقیدے کی سلامتی بنیادی اہمیت کی حامل رہی ہے۔یہ اقوام کے لیے زمین میں وسعت اور فراخی رزق کا باعث بنتا ہے اور لوگ غلامی کی زندگی سے چھٹکارا حاصل کرکے وسیع وعریض فضاؤں میں آزادی کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔

ہجرت کے بغیر وفادار اور بے وفا، کھوٹے اور کھرے، اصلی اور نقلی، حقیقی اور غیر حقیقی دعویدار ایمان میں تمیز نہیں ہو سکتی۔اگر کسی تحریک کے پیشِ نظر ایک زبردست انقلابی کش مکش اور جان لیوا جدوجہد ہو، تو اس کے لیے اپنے پیروکاروں کو ہجرت کی کسوٹی سے گزار کر پرکھنا اور میدان میں لانے سے پہلے بے وطنی کی کسمپرسی کی بھٹی میں تیار کرکے ان کا انقلابی کھرا پن معلوم کرنا بہت ضروری ہے۔ہجرت انقلابِ اسلامی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔[13]

اللہ تعالیٰ جو نبی کریم ﷺ کی اسلامی دعوت کا نگہبان ونگران اور پاسبان وہادی تھا۔اس نے اسلام کے غلبہ کے لیے برپا کی جانے والی جدوجہد میں جو ترتیب وتدریج قائم فرمائی۔اس میں ہجرت کا مرحلہ بھی شامل تھا۔اس ہجرت کے بغیر اہلِ ایمان کا محاذ اہل کفر کے عین مقابل نہ کھل سکتا تھا۔اسلامی تحریک کے لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ مدعیانِ ایمان میں انقلابی روح کے ساتھ دل سے بازی لگا کر کون کون آگے بڑھنے کی ہمت وجرأت رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دعوت و تبلیغ، اصلاح و تزکیہ، نظم و تنظیم اور تعلیم و تربیت کے سارے مراحل سے گزر کر ہم مقصد اور ہم خیال افراد ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ اور نظامِ غالب کے مدمقابل ایک مخالف اجتماعی قوت وجود میں آتی چلی جاتی ہے، جو نظریہ اور مقصد کے دشمنوں کی جانب سے اذیت و تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ معاشی تنگی اور معاشرتی مقاطعہ کا حصّہ وصول کرتی اور ظلم و ستم کے مقابلے میں صبر و تحمل، قناعت و عزیمت اور برداشت و بردباری کا سبق حاصل کر کے ایک توانائی اور طاقت بنتی چلی جاتی ہے۔ [14]

ہجرت سیرت سازی کا ذریعہ:

ہجرت دعوتِ اسلامی کی مقررہ منازل میں سے ایک دائمی اور حقیقی منزل ہے۔ جو نفسِ امارہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب، اور بے صبری سے صبر و حکمت، غیر اللہ پر توقعات سے توکل علی اللہ اور دنیاوی سہاروں سے غیبی امداد کی جانب سفر ہے۔ گویا سب سے قبل ہجرت انسان کو اپنے نفس کے خلاف لڑنا سکھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے بعد معاشرہ کی اصلاح کے قیام کی خاطر جہاد شروع کیا جاتا ہے۔ ہجرت مالک حقیقی کی جانب فقیری کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حالت سفر اور فقر و غربت میں درج ذیل الفاظ کہتے تھے:

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ [15]

"پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔"

لیکن کسی قوم پر اتمام حجت کے بغیر ہجرت کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تیرا برس تک مکہ مکرمہ میں بسر کرنے پڑے تاکہ مکہ مکرمہ کا ایک فرد بھی دعوتِ دین کی خبر، اس کی حقیقت و نوعیت، نتائج اور قبولیت سے بے خبر نہ رہے۔

ہجرت داعیان حق کے قلبی اور باطنی احساسات کی جغرافیائی تکمیل کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کے سچے بندے جو دین کی دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں وہ باطل ماحول، فضا، حالات وواقعات، معاملات اور پورے معاشرے میں جسمانی طور پر تو موجود ہوتا ہے لیکن باطنی اور روحانی طور پر اس سے الگ اور ممتاز رہتے ہیں۔ [16]

ہجرت تزکیہ وایمان کا ذریعہ:

اہل ایمان کے لیے ہجرت نفاق کا علاج اور تزکیہ کا ذریعہ ہے، مخلص اور غیر مخلص کے مابین حدِّ فاصل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا [17]

"(اے مسلمانو) تم ان میں سے کسی کو اس وقت تک دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کر لے۔ چنانچہ اگر وہ (ہجرت سے) اعراض کریں تو ان کو پکڑو، اور جہاں بھی انہیں پاؤ، انہیں قتل کر دو، اور ان میں سے کسی کو نہ اپنا دوست بناؤ، نہ مددگار۔"

ہجرت انقلابی افراد کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتی ہے، بعد از ہجرت اہل حق کی تعلیم وتربیت اور تنظیم کا کام بہتر طور پر ہوتا ہے۔ صالح ، نظریاتی معاشرے کی ابتدائی تشکیل کے ذریعے ذمہ داریاں سنبھالنے اوراپنے فرائض کی ادا کرنے کی تربیت دینے کا ذریعہ بنتی ہے۔ عرض کسی نظام کے حقیقی نفاذ کا مرحلہ ہجرت کے بعد ہی سنورتا ہے اور ایک آزاد فضا اور برکاتِ ندگی کو سنوارتی ہیں۔ اگر کسی نظامِ زندگی کو عملی نفاذ میسر نہ آئے تو اس کے سارے خواب ادھورے رہ جاتے ہیں اور اس کی حقانیت پر عملی دنیا کے لوگوں کو مطمئن کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ ہجرت نفاذِ نظام کے لیے ایک شاہراہ کا کام دیتی ہے۔

اجتماعی قوت کا ذریعہ:

اسلامی تحریک کے لیے ہجرت اجتماعی قوت کا پیش خیمہ ہے، جو کسی بھی اسلامی جماعت کی بکھری ہوئی قوت وطاقت کو سمیٹ کر ایک معاشرتی ٹیم اور ایک دفاعی ہتھیار کی صورت میں تبدیل کرلیتا ہے۔ مخلوط اجتماعیت نظم وضبط، اجتماعی ادارہ اور اجتماعی قوتِ فیصلہ کا سبب بنتی ہے۔ معاشرتی اعتبار سے تعلیم وتربیت کا نظام حرکت میں آجاتا ہے اور کردار سازی کا نظریاتی کارخانہ اپنے بہترین نتائج دکھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ □ کے دور کا جائزہ لیں تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ مصر کی مخلوط معاشرے نے بنی اسرائیل کو ان کے عقائد اور کردار میں کمزور ولاغر کر کے ان کے نظریاتی مؤقف سے بہت دور کر دیا تھا۔ اس صورت حال میں ایک طرف حضرت موسیٰ □ دعوت دین کے کام مصروف تھے تو دوسری طرف بنی اسرائیل کو قبطی تسلط سے آزاد کرنے کے لیے جماعتی سطح پر بنی اسرائیل کے بستیوں میں جداگانہ حلقے قائم کیے تاکہ بنی اسرائیل اپنے حلقوں میں ملّی فلاح اور اجتماعی جدوجہد کے لیے مشورے کر کے باہم نظم وضبط اور قوتِ اقدام پیدا کر سکیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۚ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۚ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ۚ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ (18)

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو شباشب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ۔ اور فرعون کی جانب سے تم لوگوں کا تعاقب کیا جائے گا۔ فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کے لیے آس پاس کے) شہروں میں چپڑاسی دوڑا دیے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور انہوں نے ہم کو بہت غصّہ دلایا ہے۔ اور ہم سب ایک مسلم جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں۔"

تاہم بنی اسرائیل کو بھی جہاد کا حکم اس وقت دیا گیا جب وہ مصر کی قبطی تسلط اور مخلوط معاشرہ سے ہجرت کر کے نکل گیے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جہاد کے لیے طاعوت کے تعین ونشاندہی کے بعد گروہی تنظیم واجتماع ضروری شرائط کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت موسیٰ □ اور بنی اسرائیل کی ہجرت کے درج ذیل تین بنیادی مقاصد بیان کیے جاتے ہیں :

- فرعون کی غلامی اور محکومی سے نجات دلانا۔
- ایک آزاد اور خود مختار مملکت کا قیام
- اور پھر اس آزاد مملکت میں حضرت موسیٰ □ کی شریعت کا نفاذ ممکن بنانا۔

اسی طرح دورِ نبوی ﷺ میں بھی ہجرت کے تقریباً یہی مقاصد تھے اور ہجرت کے ذریعے اسلامی قوت کو سمیٹنے اور اجتماعی جدوجہد میں موئثر کام لینے کا اہتمام فرمایا گیا۔ مسلمانوں کو کفار ومشرکین کی سازشوں سے نجات ملی۔ قیامِ پاکستان کے وقت مسلمانوں نے بھارت سے پاکستان کی جانب ہجرت کی۔ ملک پاکستان اللہ اور اس رسول محمد ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ تاکہ انگریز اور ہندوؤں کی غلامی اور محکومیت سے نجات حاصل کی جائے اور محمد ﷺ کی شریعت کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔ مختصراً ہجرت کے ذریعے سے حاصل ہونے والی اجتماعی قوت کو درج ذیل نکات میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ :

- ہجرت کے باعث دوست و دشمن علیحدہ ہو جاتے ہیں اور مخلص وجاں نثار لوگ باہم مل کر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے ہیں۔
- باہمی مشورہ کرنا آسان بن جاتا ہے اور باہم کام کی تقسیم باقاعدہ منصوبہ بندی سے ہونے لگتا ہے۔ نیز ہر قسم کے کام کے لیے ان کے اہل تر افراد بھی میسر آتے ہیں۔
- ہجرت اجتماعی قوت فراہم کرتی ہے اور اللہ رب العزت کی رحمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ زمین پر اس کی مخلوق کو "فساد فی الارض" سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اس ضمن میں دیکھا جائے تو سب سے بڑا فساد خود باطل نظام ہے جس کے خلاف عملی جدوجہد میں حرب وضرب کا مقام تب آتا ہے جب اصلاح اور کامیابی کے واضح امکانات موجود ہوں۔ جب دوست اور دشمن آمنے سامنے ہوں اور جب فریقین کی قوت اور حالات کا تخمینہ کارکنوں کے سامنے ہوں۔[19]

دوست اور دشمن میں امتیاز:

ہجرت دوست و دشمن کے مابین فرق وامتیاز کر دیتی ہے۔ ان میں معاشرتی اور معاشی تعلقات منقطع کر دیتی ہے اور ان کے وہ مشترک مفادات جو کمزوری کا سبب بنے ہوئے ہوتے ہیں ختم کر دیتی ہے۔ اور منظّم ومتحد ہو کر ایک نظریاتی جماعت کی حیثیت سے جدوجہد کے میدانِ عمل میں اترتے ہیں، جو ان کو کامیابی کی جانب پیش قدمی کا موقع فراہم کرتی ہے۔[20]

ہجرت جہاد کا نقطہ آغاز:

دین اسلام نے جہاد کو بہت اہمیت دی ہے مگر ہجرت کے بغیر جہاد نہ صرف نہ ممکن بلکہ فساد وبغاوت کا پیش خیمہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہجرت اور جہاد دونوں کا ایک اہم مقصد طاغوت سے کفر (انکار) اور بغاوت کے ہے۔ قرآن مجید نے جہاد کے بعد سب سے زیادہ زور ہجرت پر دیا ہے اور ہجرت کی اہمیت وابدیت کو نصوص سے موکد کر دیا ہے کیونکہ ہجرت ہی ہے جو تہذیبی اور تمدنی زندگی کی تشکیل واظہار کے لیے ضروری ہے۔[21] لہٰذا اس تصوّر کے مطابق بلاتردد یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہجرت جہاد کے عمل میں ایک بنیادی مرحلے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاد اور ہجرت ایک ہی پہلو کے دو رُخ ہیں اور باہم لازم وملزوم ہیں۔ جہاد کے لیے ایک مستقر کا فراہم ہونا اور جہاد پر آمادہ افراد کا ایک مخصوص مقام پر جمع ہونا ہجرت پر موقوف رہتا ہے۔ اس لیے اس لحاظ سے ہجرت جہاد اور جنگ کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ یعنی یہی وہ مورچہ ہوتا ہے جہاں سے انہوں نے باطل کے خلاف مسلّح جدوجہد کا آغاز کرنا ہوتا ہے۔ سنن ابی داوٗد کی شرح میں مصنف لکھتے ہیں کہ :

"ہجرت ہی جہاد کا راستہ کھولتی ہے۔"[22]

عرض ہجرت پر امن تبلیغی سرگرمیوں سے مسلّح انقلابی جدوجہد کی جانب پیش قدمی کی پہلی منزل ہے۔ہجرت جہاد کا آتشیں دروازہ ہے جہاں سے شہداء کے سرخرو قافلے گزرتے ہیں۔[23]

ہجرت: اسلامی انقلاب کا نقطہ آغاز:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہجرت اسلامی انقلاب کا نقطہ آغاز ہے۔ہجرت اسلام کی کامیابیوں کی جانب پہلا مضبوط قدم ہوتا ہے۔یہی ہجرت کفرواسلام کے مابین سفر مفارقت (جدائی) ہے۔تاریخ کے دریچوں میں جھانکنے سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ ہجرت اسلام کی فتح وکامرانی کا دروازہ ہے۔مسلمانوں اور کفار کے درمیان قوت آزمائی کا وسیع میدان جنگ ہے۔العرض ہجرت کے پیچھے کفر کی ناکامیوں کا ہجوم ہے اور آگے اسلام کی کامیابیوں کی جانب کھلا دروازہ ہے۔

دشمن سے برابر کی ٹکر:

ہجرت کے ذریعہ ہی اسلامی تحریک کو مظلومیت سے اٹھا کر دشمن کے مدّمقابل لاکر کھڑا کیا جاتا ہے۔یہ ظلم وستم سہنے کی کمزوری سے نجات دلاتا ہے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان جنگ میں لاکھڑا کرتا ہے۔ہجرت سے بکھری ہوئی طاقت سمٹ کر ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہے اور ایک قائد کے زیر قیادت اور زیر ہدایت ایک صف میں آجاتے ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے اقدام کے ذریعے دعوتِ اسلامی کی تحریک کو پُرامن انقلاب کے راستے سے گزار کر مسلح انقلاب کے مقام پر لاکھڑا کیا اور باآلاخر ہجرت کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی پُرامن دعوتی جدوجہد قوت وشوکت کے مسلح مرحلے میں داخل ہوگئی۔اس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی انقلابی حکمت کا ایک اہم مرحلہ طے کرلیا جس کے بعد باطل کے سامنے زندگی اور موت کا کھلا چیلنج رکھ دیا گیا۔ہجرت کے ذریعے دعوتِ اسلامی کی تحریک جنگ وجہاد کے مرحلے میں داخل ہوگئی۔وہ جہاد جس کے متعلق نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ :

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ»[24]

"میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں لڑوں اور مارا جاؤں۔پھر زندہ کیا جاؤں۔پھر لڑوں اور مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں (یوں اللہ کے راستے میں زندگی اور موت کا یہ سلسلہ اللہ کی رضا کی خاطر پیہم وجاری رہے)۔"

ہجرت معیارِ وفاداری:

ہجرت کے ذریعہ ایک بندۂ مومن یہ ثابت کردیتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔وطن،خاندان،قبیلے،روزگار اور نسل کا بندہ نہیں۔لہٰذا اس طرح جو شخص اپنا کلمۂ حق اپنے وجودِ معنوی ومادی پر طاری کرتا ہے وہی کلمۂ انقلاب آفریں اور انقلاب انگیز ہوتا ہے۔ایسے ہی لوگوں سے اللہ کے وعدے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ﵟوَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَﵞ(25)

"جو لوگ ظلم سہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کر گیے ہیں ان کو ہم دنیا میں بھی اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔کاش ! جان لیں وہ مظلوم جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے رب کے بھروسہ پر کام کر رہے ہیں کہ کیسا اچھا انجام ان کا منتظر ہے۔"

ہجرت کامیابی کی جانب سیڑھی:

تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ اسلامی کی تاریخ میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو اللہ کے دین کی دعوت کے دوران بالعموم ہجرت کے مرحلے سے گزرنا پڑا ہے۔اللہ تعالیٰ کی زمین پر خلافتِ ربّانی کا فریضہ ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو زمین پر نافذ کرنے کے لیے حضرت آدم کا نزول بھی جنت سے زمین کی جانب "ہجرت" کا ہی ایک مرحلہ ہے۔انسان کی زمین پر آمد، بسنا اور نسل انسانی کی آبادکاری کا آغاز ہجرت ارضی و سماوی کا ہی کرشمہ و نتیجہ ہے۔

بنی نوع انسان کا زمین پر بسنے کے دن سے لیکر عصر حاضر تک مسلسل ہجرتِ مکانی و زمانی کر رہا ہے۔اگر انسان ہجرت کرنے پر آمادہ نہ ہوتا تو زمین کے ان برّ اعظموں میں یوں انسان کا پھیلا ہوا تمدن اور چھایا ہوا تہذیبی قافلہ ہر جگہ خیمہ زن نہ ہوتا اور لوگ جس جگہ پیدا ہوتے اگر اسی جگہ ٹھکانہ بنا کر بیٹھے رہتے تو دنیا کی آبادی، تہذیب و تمدن کی ترقی اور علوم و فنون موجود نہ ہوتی اور نہ ہی دنیا یوں آباد ہوتی جس طرح آج آباد دکھائی دیتی ہے۔اور نہ ہی اس میں وہ تنوع، خوبصورتی اور رعنائی ہوتی جو آج ہجرتِ مکانی کے پیہم اور مسلسل عمل کے ذریعے پائی جاتی ہے۔(26)

قرآن مجید اور تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی دعوت دینے والی پاک ہستیاں (انبیاء و رسل) بھی اپنے ادوار میں ہجرت کے مراحل سے گزرے ہیں۔حضرت ابراہیم کی اپنے شہر سے ہجرت اور متعدد ملکوں اور علاقوں کے اسفار کیے۔کہیں فلسطین میں ان کے قافلے کا پڑاؤ اور کہیں صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ان کے اہل و عیال کا ٹھکانہ۔حضرت یوسف کی کنعان سے مصر تک جبری ہجرت۔حضرت موسیٰ کی مصر سے کوہ طور اور کوہِ طور سے ارضِ مقدس (فلسطین) تک ہجرت۔حضرت لوط کی وادی سدوم سے ہجرت۔حضرت یونس کی اپنے زیر دعوت علاقے سے ہجرت۔حضرت عزیر کی بابل سے فلسطین کی جانب ہجرت۔حضرت یعقوب کی فلسطین سے مصر تک ہجرت۔حضرت بی بی ہاجرہ کی مصر سے مکّہ تک ہجرت اور نبی کریم ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت۔

عرض ہجرت اسلامی دعوت کی گاڑی کا ایک خودکار پہیہ ہے۔اسلام کی کامیابی کا نشان اور ملتِ اسلامیہ کی روایت اور سنتِ ابراہیمی ہے۔اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے اللہ کے بندوں کو ہمیشہ ہجرت سے دوچار ہونا پڑا۔اور دین الٰہی ہجرت کے مرحلے سے

ہی گزر کر کامیابی کے مرحلے میں داخل ہوتا رہا ہے۔(27) اللہ تعالیٰ کا دین اپنے دعوت کے دوران جس اصلاحی راستے اور مراحل سے گزرا وہ درج ذیل ہیں:

پہلا مرحلہ:	فرد کی اصلاح کا تھا یعنی تزکیۂ نفسِ انسانی اور افراد کی تیاری۔
دوسرا مرحلہ:	معاشرے کی اصلاح کا مرحلہ ہے۔ یعنی اصلاح یافتہ افراد کی تنظیم و تربیت اور ان کے اجتماعی اخلاق کی تیاری۔
تیسرا مرحلہ:	ہجرت کا ہے۔ یعنی دشمنوں اور دوستوں کے مابین مخلوط حالت سے نکل کر اسلامی جماعت کا ایک مرکز پر جمع ہو جانا۔
چوتھا مرحلہ:	جہاد اور فتح کا مرحلہ ہے۔ یعنی دُشمنانِ اسلام کے خلاف اقدام کر کے اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت کو تمام دوسرے نظاموں پر غالب کرنا۔

اس طرح تاریخ میں ہجرت اسلامی دعوت کا ایک اہم اور ناگزیر مرحلہ رہا ہے جس سے گزرے بغیر کوئی اسلامی دعوت کامیابی کی منزل میں قدم نہیں رکھ سکتی، مختصراً ہجرت ہی کامیابی کی اصل سیڑھی ہے۔(28)

خلاصہ بحث:

ہجرت دعوت اسلامی کی جدو جہد کا ایک انتہائی اہم مرحلہ ہے جو اپنے اندر دستوری اور قانونی اثرات رکھتی ہے۔اس کے منعقد ہونے سے شہریت کے حقوق، معاشرتی حقوق وفرائض اور قانونی اور دستوری نتائج مرتب ہوتے ہیں اور بہت سے معاملات کے احکام حالات کے تغیر کے ساتھ بدل جاتے ہیں اس لیے کسی اسلامی تحریک کا کسی دوسرے مقام کی جانب ہجرت کر جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جسے معمولی درجے کی حالات و سنگینی اور کسی ایک فرد کی کیفیت پر منحصر کیا جائے۔

ہجرت محض روٹی، کپڑے اور مکان کی خاطر نہیں کی جاتی ہجرت جان بچانے کی غرض سے کرنا بھی مومنین کا شیوۂ نہیں۔ مومن کے لیے دنیا کی سب سے قیمتی متاع وہ اصول و قوانین ہوتے ہیں جن پر ایمان لا کر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی واتباع اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہی ایک مومن کا متاعِ بے بہا ہے۔ اگر کسی مومن کے لیے یہ اصول خطرے میں پڑ جائیں تو پھر مومن کے لیے اپنا پیارا اور آبائی وطن بھی قابل ترک بن جاتا ہے۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان مومن کے لیے اپنی جان کی قربانی دینا تو آسان ہوتا ہے لیکن وہ اپنے ایمان کی قربانی کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔

References

[1] نقوش رسول ﷺ نمبر، شمارہ نمبر ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۴ء، ادارۂ فروغ اردو۔ لاہور، ''مقالہ: واقعہ ہجرت کی عالمگیر اہمیت'' از ڈاکٹر سیّد مطلوب حسین، ج ۶، ص ۲۰۹۔

[2] ابو خلیل، شوقی (ڈاکٹر)، اطلس القرآن (مقامات، اقوام اور شخصیات کا تذکرہ)، مترجم: امین، محمد (شیخ الحدیث، حافظ)، توضیح و اضافہ: فارازی، محسن، دارالسلام۔ لاہور، ۱۴۲۴ھ، ص ۳۰۔ / نقوش رسول ﷺ نمبر، مقالہ ''واقعہ ہجرت'' از ڈاکٹر سید مطلوب حسین، ج ۶، ص ۲۰۹۔

[3] فراہی، حمید الدین، تفسیر سورۃ الکافرون، ص ۱۱، ۱۰۔

[4] سورۃ الصّٰفّٰت: ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹۔

[5] سورۃ العنکبوت: ۲۷، ۲۶۔

[6] سورۃ الھود: ۶۷، ۶۶۔

[7] سورۃ طٰہٰ: ۷۷۔

[8] سورۃ الشعراء: ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲۔

[9] Gazi, Mehmood Ahmad, The Spirit of Hijrat and its Revival in Modern times P.i; Rabi-al-thani- 1401 A-H is Islamabad Pakistan.

[10] آبادی، حمید نسیم رفیع، ہجرت کا اسلامی تصّور، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ، اردو بازار۔ لاہور، سن نامعلوم، ص ۸۷۔

[11] مکنون، شیخ عبداللہ، مجلّہ رابطہ عالم اسلامی عدد خاص عن الہجرۃ، نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۲۳۔

[12] اقبال، محمد (علامہ)، کلیاتِ اقبال فارسی، مترجم: ہاشمی، حمید اللہ (پروفیسر)، مکتبہ دانیال، سن نامعلوم، نظم: ۱۴، ص ۱۸۱۔

[13] گیلانی، سیّد اسعد، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ادارہ ترجمان القرآن، ذیلدار پارک۔ اچھرہ۔ لاہور، ۱۴۰۱ھ، ص ۱۰۵، ۱۰۴۔

[14] نفس مصدر

[15] القصص: ۲۴۔

[16] گیلانی، سیّد اسعد، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ص ۶۱۔

[17] النساء: ۸۹۔

[18] الشعراء: ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲۔

[19] گیلانی، سیّد اسعد، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ص ۶۷۔

[20] نفس مصدر۔

[21] Gazi,Mehmood Ahmad,The Spirit of Hijrat and its Reveal in Modern Times, A-H Islamabad Pakistan, Rabi-al-thani1401 Hijri, P:12.

[22] آبادی، محمد أشرف بن أمیر بن علی بن حیدر (م: ۱۳۲۹ھ)، عظیم، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج ۴، ص ۱۱۳۔

[23] گیلانی، سیّد اسعد، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ص ۷۲، ۷۱۔

[24] بخاری، محمد بن اسماعیل أبو عبداللہ، صحیح بخاری، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث ۷۲۲۷، ج۹، ص ۸۲۔

[25] النحل: ۴۲،۴۱۔

[26] گیلانی، سیّد اسعد، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ص۷۷۔

[27] نفس مصدر، ص۷۸،۷۷۔

[28] نفس مصدر، ص۷۸۔